دل کی بات

اسحٰق نواز رسہ کشی بہادر فوج کی مداخلت کے نتیجہ میں اپنے منطقی انجام کو پہنچی اور بلی تھیلے سے باہر آ گئی۔ تجزیہ نگاروں کی متضاد آراء سامنے آ رہی ہیں کوئی نواز شریف کو فاتح قرار دے رہا ہے تو کوئی اسحٰق خان کو اور بعض بے نظیر زرداری کی گود میں کامیابیوں کا ثمر ڈال رہے ہیں۔ کون جیتا، کون ہارا اور آئندہ کون جیتے گا؟ اس کا فیصلہ تو تاریخ کرے گی۔ اگرچہ ہمارے نگران حکمران، آزادانہ منصفانہ اور "شفاف" انتخابات کو ہی نتیجہ خیز اور فیصلہ کن قرار دے رہے ہیں مگر ہمارے یہاں انتخابی نتائج کو تسلیم نہ کرنے کی جو روایت راسخ ہو چکی ہے اسکے باعث انتخابات کو بھی مسائل اور بحرانوں کا مستقل حل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ یہ بات طے شدہ ہے کہ لیلائے اقتدار سے شب باشی کی کشمکش اور مفاد پرستانہ سوچ اور عمل نے ملک و قوم کو تباہی و بربادی کے جس موڑ پر لا کھڑا کیا ہے اس کے ذمہ دار یقیناً ہمارے حکمران اور اقتدار کے بھوکے سیاستدان ہیں وطن عزیز کے وقار اور تمام مفادات کو اپنی خواہشات کی بھینٹ چڑھانا ان کا منتہائے سیاست ہے۔ اگر ہمارے حکمران اور سیاست دان ملک سے مخلص ہوتے اور وطن کی سلامتی و استحکام انہیں عزیز ہوتا تو آج پاکستان کی یہ حالت نہ ہوتی۔

حکمرانوں اور سیاست دانوں نے دونوں ہاتھوں سے ملک کے وسائل کو اس طرح لوٹا کہ اس نقصان کے ازالہ اور تلافی کی کوئی فوری صورت نظر نہیں آتی۔ اخلاقی طور پر قوم کا دیوالیہ نکل چکا ہے۔ سیاسی اعتبار سے ملک عدم استحکام کا شکار ہے۔ اور اقتصادی طور پر چند خاندان ملکی وسائل پر قابض ہو چکے ہیں۔ جبکہ ملک اقتصادی طور پر مفلوج اور تباہ ہو چکا ہے۔ بات وی سی آر سے نکل کر ڈش انٹینا تک آ پہنچی ہے۔ اور ہم اس سے بھی اگلی منزل کی طرف نتائج سے بے خوف ہو کر رواں دواں ہیں۔ ذرائع ابلاغ فحاشی اور عریانی کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی طرف سے ایک تہذیبی اور ثقافتی یلغار ہے جس نے نژادِ نو کو اخلاقی تباہی کے قعرِ مذلت میں پھینک دیا ہے۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ مسلمان دنیا بھر میں اپنے اعمال کے لحاظ سے اسلام کے نمائندہ نہ رہیں۔ یہود و نصاریٰ اس کام کو بطور مشن آگے بڑھا رہے ہیں اور نتائج آپ کے سامنے ہیں جن کا انکار حقیقت سے چشم پوشی ہے۔

ان حالات میں ہمارے نگران حکمران "شفاف" انتخابات کے دعوے کے ساتھ میدان عمل میں اترے ہیں۔ اخباری اطلاعات کے مطابق نگران وزیر اعظم معین قریشی کا نام، مسٹر ایم ایم احمد نے پیش کیا۔ مسٹر ایم ایم احمد سکہ بند مرزائی ہیں اور مرزا غلام قادیانی کے پوتے ہیں۔ وہ مسٹر معین قریشی کے ساتھ ورلڈ بینک میں ایک ساتھ کام کر چکے ہیں۔ پاکستان کو سیاسی و اقتصادی بحرانوں کی بھنور میں پھنسانے میں انہوں نے اور ان کی جماعت "قادیانیوں" نے ہمیشہ گھناؤنا کردار ادا کیا ہے۔ ایسے نازک

موقع پر مسٹر ایم ایم احمد کی پاکستان آمد، اسحق خان سے ملاقات اور مسٹر معین قریشی کی نامزدگی۔ اس کے پس منظر میں کیا سازش کارفرما ہے ہمارے لیے وہ بھی پوشیدہ نہیں۔ علامہ اقبال نے قادیانیوں کو اسلام اور وطن دونوں کا غدار قرار دیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ گروہ اندرون ملک اور بیرون ملک ہر دو محاذوں پر اسلام اور وطن کو نقصان پہنچانے کیلئے سرگرداں ہے۔ مسٹر معین قریشی اپنے مختصر اقتدار میں کیا گل کھلاتے ہیں؟ انتخابات کے نتائج کیا نکلیں گے اور انکو ہارنے والا قبول بھی کرے گا یا نہیں؟ کیا آئندہ کوئی تیسری قیادت منظر عام پر لائی جارہی ہے؟ یہ اور اس قسم کے بے شمار سوالات زبان زد عام ہیں انکے جوابات آئندہ چند دنوں میں قوم کو مل جائیں گے۔

ہمارے نزدیک مسٹر نواز شریف اور ان کی مسلم لیگ اور دیگر تمام مسلم لیگیں، بیگم بے نظیر زرداری اور ان کی پیپلز پارٹی، ملک کے تمام سیکولر سیاست دان اور ان کی جماعتوں کو اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ان کے نزدیک یہ فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔ مسٹر نواز شریف نے اپنے آخری خطاب میں اپنے منشور و مقاصد میں کہیں بھی نفاذ اسلام کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے اپنے عہد اقتدار میں اس مسئلہ پر کوئی پیش رفت کی۔ اسی وجہ سے وہ اپنے حلیف دینی حلقوں کی حمایت سے محروم ہو گئے ہیں۔

بے نظیر زرداری صاحبہ اسلام اور پاکستان کو ملا سے نجات دلانے کا نعرہ لیکر انتخابی میدان میں اچھل کود کی تیاری کر رہی ہیں۔ باقی یتیم اور لاوارث سیاست دان تو قابل ذکر ہی نہیں رہے اور وہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے طفیلی بن کر بقیہ زندگی گزار رہے ہیں۔ غرض نفاذ اسلام کا مسئلہ ان لوگوں کی ترجیحات میں نہ تھا نہ ہے نہ ہوگا۔ ان حالات میں اسلامک فرنٹ، اسلامی جمہوری محاذ، متحدہ دینی محاذ اور ان سے باہر کی دینی جماعتوں کی کیا ذمہ داری ہے؟ اسے دینی رہنما بھی سمجھتے ہیں اور کارکن بھی ہم بار بار اپنے صفحات میں یہ لکھ چکے ہیں اور یہ ہمارا موقف ہے کہ اسلام، اسلام والوں کے ذریعے ہی آسکتا ہے۔ اور اسلام جمہوریت کے ذریعہ نہیں آسکتا۔ دنیا کے سب سے بڑے فریب کا نام جمہوریت ہے۔ یہ ایک کفریہ اور مشرکانہ نظام ریاست و سیاست ہے اس غیر فطری نظام کے ذریعہ ایک فطری دین کے نفاذ کی جدوجہد محض تضیع اوقات اور خود اپنے آپکو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ دینی قوتیں اسلامی انقلاب کی جدوجہد کا عزم لیکر اٹھیں جماعتی اور گروہی مفادات کو تیاگ کر صرف دستور اسلام پر متحد ہوں تو یہ منزل قریب ہو سکتی ہے اور اس نازک موقع پر انہیں بہت کچھ قربان کرنا ہوگا بلکہ ایک عظیم مقصد کے حصول کیلئے سب کچھ قربان کرنا ہوگا۔ انتخابات قطعاً ہمارے مسائل کا حل نہیں ہیں۔ بعض دینی رہنما زیر لب تو اس حقیقت کا اظہار کر رہے ہیں مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ مستقبل میں انہیں کھل کر اس نظام کے خلاف جنگ کرنا ہوگی یہ رن پڑنے والا ہے۔ اور بڑے زور کا رن ہوگا۔ جب تک ہم اسلام اور جمہوریت کے ادغام کے منافقانہ طرز عمل اور فلسفہ سے باہر نہیں نکلیں گے کامیاب نہیں ہوں گے۔